AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

نقدِ حدیث کی علمی و معرفتی بنیادیں: متقدمین اور متاخرین محدثین کے مناہج کا تقابلی مطالعہ

Epistemological Foundations of Hadith Criticism: A Comparative Study of the Methods of Early and Later Hadith Scholars

Dr Waleed Khan
Lecturer, Institute of Arabic & Islamic Studies
GC Woman university Sialkot
Email: waleedkhan764110.wk@gmail.com

Dr. Muhammed Abid Nadeem
Associate Professor, Department of Arabic and Islamic Studies, GC University Lahore
Email: muhammadabid36@hotmail.com
dr.mabidnadeem@gcu.edu.pk

Dr. Muhammad Zia Ullah
Assistant Professor, Department of Islamic Studies
NCBA&E, DHA Campus, Lahore
Email: zianoorani@gmail.com

ABSTRACT
This study investigates the epistemological foundations of hadith criticism through a comparative analysis of the methods of the early hadith critics (mutaqaddimūn) and the later scholars (muta'akhkhirūn). Hadith criticism is frequently portrayed either as a mechanical evaluation of chains of transmission or, in much Orientalist scholarship, as a late and ineffectual enterprise unconcerned with the content of reports. This article argues that both portrayals obscure a crucial historical development: the early critics, from Shu'ba and Yaḥyā al-Qaṭṭān to Aḥmad, Ibn al-Madīnī, al-Bukhārī and Abū Ḥātim al-Rāzī, practised a holistic, context-sensitive and case-by-case judgement grounded in the comparison of narrations and the weighing of circumstantial indicators (qarā'in), whereas the later scholars, from al-Ḥākim and al-Khaṭīb to Ibn al-Ṣalāḥ and Ibn Ḥajar, codified this practice into systematic definitions and rules. Employing a historical, analytical and comparative methodology, the article first examines the Qur'ānic and Prophetic bases of transmission ethics and the epistemic categories of certainty (qaṭ') and probability (ẓann). It then compares the two approaches with regard to the criteria of authenticity, the addition by a reliable narrator, the conflict between connected and disconnected chains, the notion of the good (ḥasan) report, and the possibility of authenticating reports in later ages. Drawing on classical sources such as Muslim, al-Tirmidhī, Ibn Abī Ḥātim, Ibn al-Ṣalāḥ, Ibn Rajab and Ibn Ḥajar, and on modern scholarship including Brown, Dickinson, Motzki, Juynboll, Hallaq and al-Malībārī, the study also evaluates the Western critique of the isnād. It concludes that the difference between the two groups lies in epistemic method rather than in confidence in the sources, that codification brought precision but also the risk of formalism, and that contemporary scholarship should integrate the contextual judgement of the early critics with the clarity of later rules.
Keywords: *Hadith Criticism, Epistemology, Early Hadith Critics (Mutaqaddimūn), Later Hadith Scholars (Muta'akhkhirūn), Isnād*

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

تعارف

کسی بھی علمی روایت کی اعتباریت کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ وہ اپنے ماخذ تک رسائی کو کس معیارِ یقین پر استوار کرتی ہے۔ علمِ حدیث میں یہ سوال کہ ایک خبر کو نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کرنے کے لیے کن شواہد اور کن معیارات کی ضرورت ہے، دراصل ایک معرفتی (epistemological) سوال ہے، کیونکہ اس کا تعلق علم، ظن اور یقین کی حدود سے ہے۔ محدثین نے اس سوال کا جواب سند کی تحقیق، راویوں کی جرح وتعدیل اور روایات کی باہمی مقارنت کے ذریعے دیا، اور یوں ایک ایسا نظامِ نقد وجود میں آیا جسے مسلم علمی تاریخ کی امتیازی خصوصیات میں شمار کیا جاتا ہے۔[1]

اس نظامِ نقد کے ارتقاء میں دو ادوار کے مناہج کے مابین فرق علمی حلقوں میں مسلسل زیرِ بحث رہا ہے: ایک متقدمین، یعنی تیسری صدی ہجری کے اواخر تک کے ائمۂ نقد، اور دوسرے متاخرین، جنہوں نے چوتھی صدی ہجری کے بعد اس عمل کو تدوین اور تعریفات کی شکل دی۔ اس مسئلے پر دو متضاد رویے نمایاں ہیں۔ ایک روایتی رویہ جو دونوں گروہوں کو ایک ہی منہج کے تسلسل کے طور پر دیکھتا ہے؛ اور دوسرا وہ رویہ جو متقدمین کے قرائن پر مبنی نقد اور متاخرین کے قاعدہ پسند طرز میں جوہری فرق تلاش کرتا ہے، جس کی نمایاں مثال حمزہ ملیباری کی تصنیف ہے۔[2] دوسری جانب مغربی استشراق کا ایک بڑا حصہ، جس کا آغاز گولڈزیہر سے ہوتا ہے، سند ہی کو بعد کی تخلیق قرار دیتا ہے۔[3]

مقالے کا بنیادی مقدمہ (Thesis) یہ ہے کہ متقدمین اور متاخرین کے مابین فرق ایمان بالمصادر یا مقاصد کا نہیں بلکہ معرفتی طریقِ کار کا ہے: متقدمین نے حدیث پر حکم لگانے کے لیے ایک جامع، سیاق شناس اور انفرادی مقدمے پر مبنی طریقہ اختیار کیا، جبکہ متاخرین نے اسی عمل کو تعریفات اور کلی قواعد کے ذریعے منضبط کیا، جس سے وضاحت اور تعلیم پذیری تو بڑھی مگر بعض اوقات قرائنی نزاکتیں پس منظر میں چلی گئیں۔ اس مقدمے کی جانچ کے لیے تین سوالات پیشِ نظر ہیں: اول، نقدِ حدیث کی قرآنی و نبوی اور معرفتی بنیادیں کیا ہیں؟ دوم، دونوں گروہوں کے مناہج کن بنیادی مسائل میں مختلف ہیں؟ سوم، مغربی نقد اور معاصر مسلم اسکالرشپ ان مناہج کا کس طرح جائزہ لیتی ہے؟

منہجی طور پر مقالہ تاریخی و تحلیلی اور تقابلی طریقے پر مبنی ہے اور ہر مبحث میں مقدمہ، دلیل، اعتراض اور تطبیق کی ترتیب اختیار کی گئی ہے۔ ماخذ میں کلاسیکی مصادر، یعنی ابن ابی حاتم، خطیب بغدادی، ابن الصلاح، ابن رجب اور ابن حجر، کو بنیادی حیثیت دی گئی ہے جبکہ معاصر تحقیق میں براؤن، ڈکنسن، موتسکی اور جوہنسبول کے مطالعات سے استفادہ کیا گیا ہے۔[54]

نقدِ حدیث کی قرآنی، نبوی اور معرفتی بنیادیں

قرآنی و نبوی اساس

خبر کی تحقیق کا اصول قرآنِ کریم میں صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے، ﴿**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ**﴾ (اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ نادانی سے

---

[1] See Jonathan A. C. Brown, Hadith: Muhammad's Legacy in the Medieval and Modern World (Oxford: Oneworld, 2009), the chapters on the formation of the hadith sciences and the critical tradition.

[2] حمزہ عبد اللہ الملیباری، الموازنۃ بین المتقدمین والمتاخرین فی تصحیح الاحادیث وتعلیلہا (بیروت: دار ابن حزم، 2001ء)، مقدمہ اور اس کے ابتدائی ابواب۔

[3] See Ignaz Goldziher, Muslim Studies, ed. S. M. Stern, trans. C. R. Barber and S. M. Stern, 2 vols. (London: George Allen & Unwin, 1967–71), vol. 2, the studies on the development of hadith.

[4] See Eerik Dickinson, The Development of Early Sunnite Ḥadīth Criticism: The Taqdima of Ibn Abī Ḥātim al-Rāzī (240/854–327/938) (Leiden: Brill, 2001), the chapters on the Taqdima and the development of early criticism.

[5] Harald Motzki, "Dating Muslim Traditions: A Survey," Arabica 52, no. 2 (2005), 204–53.

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو)۔[876] محدثین نے اس آیت سے راوی کی عدالت کی شرط پر استدلال کیا ہے؛ آیت کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ عادل کی خبر پر تحقیق کے بعد اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح شہادت کے باب میں ارشاد ہے، ﴿مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ﴾ (ایسے گواہوں میں سے جن کو تم پسند کرو)،[9] اور فرمایا، ﴿وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنكُمْ﴾ (اور اپنے میں سے دو عادل گواہ مقرر کرو)۔[1110] ان آیات میں عدالت اور رضا کا معیار روایت کے باب میں ثقاہت کے تصور کی اصل قرار پایا۔

سنتِ نبوی میں جہاں روایت کی اہمیت کو واضح کیا گیا وہاں اس کی ذمہ داری کو بھی شدت سے بیان کیا گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، «نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَحَفِظَهُ حَتّٰى يُبَلِّغَهُ غَيْرَهُ» (اللہ اس شخص کو تر و تازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی، اسے یاد رکھا یہاں تک کہ دوسروں تک پہنچا دیا)،[12] اور ساتھ ہی تنبیہ فرمائی، «لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَلِجِ النَّارَ» (مجھ پر جھوٹ نہ باندھو، کیونکہ جو مجھ پر جھوٹ باندھے گا وہ آگ میں داخل ہو گا)۔[1413] ان دونوں روایات کے مابین ایک توازن ہے: ایک طرف روایت کو دین کی خدمت قرار دیا گیا اور دوسری طرف اس میں احتیاط کو لازم کیا گیا، اور اسی توازن سے نقد کی ضرورت پیدا ہوئی۔

اسناد کا تاریخی پس منظر

امام مسلم نے مقدمۂ صحیح میں ابن سیرین کا قول نقل کیا ہے کہ لوگ پہلے سند کے بارے میں سوال نہیں کرتے تھے، پھر جب فتنہ واقع ہوا تو کہنے لگے کہ اپنے رجال کے نام بتاؤ، چنانچہ اہلِ سنت کی روایت لی جاتی اور اہلِ بدعت کی ترک کر دی جاتی۔[15] اسی باب میں عبد اللہ بن المبارک کا یہ قول بھی مروی ہے کہ سند دین کا حصہ ہے، اگر سند نہ ہوتی تو جس کا جو جی چاہتا کہہ دیتا۔ یہ دونوں اقوال ظاہر کرتے ہیں کہ سند نقدِ حدیث کا ابتدائی آلہ ایک تاریخی ضرورت کے جواب میں تشکیل پایا، اور شاخت و گولڈزیہر کے اس مفروضے کی تردید میں اہم شہادت ہیں کہ سند کو بعد میں اختراع کیا گیا۔[1716] تاہم یہ بھی واضح رہنا چاہیے کہ موتسکی جیسے ناقدین نے اسناد کے تاریخی استعمال کی تصدیق کے باوجود ہر سند کو بلا امتحان قبول کرنے کی بجائے اسناد و متن کے مشترکہ تجزیے پر زور دیا ہے۔[18]

---

[6] القرآن الکریم، سورۃ الحجرات 49:6۔

[7] ابو جعفر محمد بن جریر طبری، جامع البیان عن تاویل آی القرآن، تحقیق: عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی (قاہرہ: دار ہجر، 2001ء)، ذیل آیت 49:6۔

[8] ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، تحقیق: احمد البردونی و ابراہیم اطفیش (قاہرہ: دار الکتب المصریۃ، 1964ء)، ذیل آیت 49:6۔

[9] القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ 2:282۔

[10] القرآن الکریم، سورۃ الطلاق 65:2۔

[11] اسماعیل بن عمر ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، تحقیق: سامی بن محمد سلامہ (ریاض: دار طیبۃ، 1999ء)، ذیل آیت 65:2۔

[12] ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابی داؤد، تحقیق: محمد محیی الدین عبد الحمید (بیروت: المکتبۃ العصریۃ، س ن)، کتاب العلم، حدیث 3660۔

[13] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، تحقیق: محمد زہیر بن ناصر الناصر (بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، کتاب العلم، حدیث 107۔

[14] مسلم بن حجاج نیشاپوری، صحیح مسلم، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی (بیروت: دار احیاء التراث العربی، س ن)، مقدمہ، حدیث 1۔

[15] مسلم، صحیح مسلم، مقدمہ، باب بیان أن الإسناد من الدین۔

[16] See Joseph Schacht, The Origins of Muhammadan Jurisprudence (Oxford: Clarendon Press, 1950), the chapters on the isnād and its alleged backward growth.

[17] See Muhammad Mustafa Azami, Studies in Hadith Methodology and Literature (Indianapolis: American Trust Publications, 1977), the chapters on the early isnād and the Sunna.

[18] Motzki, "Dating Muslim Traditions".

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

یقین اور ظن: خبرِ متواتر اور خبرِ واحد

نقدِ حدیث کی معرفتی بنیاد یقین (قطع) اور ظن کی تفریق میں ہے۔ غزالی نے المستصفیٰ میں خبرِ متواتر کو علمِ ضروری کا مفید قرار دیا جبکہ خبرِ واحد کو ظنی علم کا ذریعہ مانتے ہوئے اس پر عمل کی وجوب کو دلائلِ شرعیہ سے ثابت کیا۔[19] ابن حزم نے اس کے برعکس صحیح خبرِ واحد کو بھی علم اور عمل دونوں کا مفید قرار دیا۔[20] امام شافعی نے الرسالۃ میں خبرِ واحد کی حجیت کے لیے راوی کے صدق، ضبط اور سلسلۂ اتصال کی شرائط بیان کیں،[21] اور عملاً ان ہی شرائط نے محدثین کے ذخیرۂ نقد کی بنیاد فراہم کی۔ وائل حلاق کے مطابق اصولی فکر میں اس بحث کی نوعیت یقین کے حصول کی بجائے مسلمہ شرعی عمل کے لیے کافی دلیل کی تلاش کی ہے،[22] جبکہ ارون زیسو نے اسے اصولیین کی "یقین کی معیشت" (economy of certainty) کے تصور سے واضح کیا ہے۔[23] ان تمام مباحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نقدِ حدیث دراصل احتمالات کو قابلِ عمل درجۂ ظن تک محدود کرنے کا منضبط عمل ہے۔

ثقاہت کے معرفتی عناصر: عدالت اور ضبط

راوی کی ثقاہت کا تصور دو عناصر پر قائم ہے: عدالت، جو دیانت و تقویٰ اور مروءت کی ایسی کیفیت ہے جو جھوٹ سے مانع ہو، اور ضبط، جو سماعت کے بعد روایت کو بلا تغیر محفوظ رکھنے کی صلاحیت ہے۔ خطیب بغدادی نے الکفایہ میں عدالت کے ثبوت کے طرق، یعنی شہرتِ عدالت اور ائمۂ تعدیل کی تزکیہ، تفصیل سے بیان کیے ہیں،[24] اور ابن حجر نے ضبط کو ضبطِ صدر اور ضبطِ کتاب میں تقسیم کیا۔[25] یہ تقسیم معرفتی اعتبار سے اس لیے اہم ہے کہ یہ واضح کرتی ہے کہ محدثین کا معیار محض اخلاقی نہیں بلکہ ادراکی اور تکنیکی بھی تھا، یعنی ایک دیانت دار شخص بھی ناقص حافظے کی بنا پر ضعیف قرار پا سکتا ہے۔

متقدمین محدثین کا منہجِ نقد

جرح و تعدیل اور قرائن کی بنیاد

متقدمین کے نمایاں ائمہ میں شعبہ بن الحجاج (م160ھ)، یحییٰ بن سعید القطان (م198ھ)، عبد الرحمن بن مہدی (م198ھ)، علی بن المدینی (م234ھ)، احمد بن حنبل (م241ھ)، امام بخاری (م256ھ)، امام مسلم (م261ھ) اور ابو زرعہ و ابو حاتم رازی شامل ہیں۔ ان کا منہج راوی کی عدالت و ضبط پر مبنی جرح و تعدیل کے ساتھ ساتھ ہر راوی کی مخصوص اساتذہ اور مخصوص علاقوں سے روایات میں درجۂ اعتماد کا انفرادی تعین کرتا تھا۔ مثال کے طور پر اسماعیل بن عیاش کو اپنے شامی شیوخ سے روایت میں قابلِ

---

[19] ابو حامد محمد بن محمد غزالی، المستصفی من علم الاصول، تحقیق: محمد عبد السلام عبد الشافی (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1993ء)، کتاب الاخبار کی بحث۔

[20] علی بن احمد ابن حزم، الاحکام فی اصول الاحکام، تحقیق: احمد محمد شاکر (بیروت: دار الآفاق الجدیدۃ، 1983ء)، خبرِ واحد کے باب کی بحث۔

[21] محمد بن ادریس شافعی، الرسالۃ، تحقیق: احمد محمد شاکر (قاہرہ: مصطفی البابی الحلبی، 1940ء)، خبرِ واحد کا باب۔

[22] See Wael B. Hallaq, A History of Islamic Legal Theories: An Introduction to Sunnī Uṣūl al-Fiqh (Cambridge: Cambridge University Press, 1997), the chapters on the epistemology of legal reports.

[23] See Aron Zysow, The Economy of Certainty: An Introduction to the Typology of Islamic Legal Theory (Atlanta: Lockwood Press, 2013), the introduction and the chapters on certainty and probability.

[24] احمد بن علی خطیب بغدادی، الکفایۃ فی علم الروایۃ (المدینۃ المنورۃ: المکتبۃ العلمیۃ، س ن)، عدالت کے ثبوت کے ابواب۔

[25] احمد بن علی ابن حجر عسقلانی، نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر، تحقیق: عبد اللہ الرحیلی (ریاض: مطبعۃ سفیر، 2001ء)، صحیح لذاتہ کی تعریف۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اعتماد اور حجازیوں سے روایت میں ضعیف قرار دیا گیا۔[26] ابن ابی حاتم الرازی کی تقدمۃ المعرفۃ میں جرح وتعدیل کے مراتب کی تدوین اسی منہج کا ایک منضبط اظہار ہے، جس میں تعدیل اور جرح دونوں کے چار مدارج متعین کیے گئے۔[2827]

متقدمین کے ہاں نقد کا مرکزی آلہ علل کا علم تھا، یعنی احادیث کی ان مخفی خرابیوں کی تلاش جو ظاہرِ سند میں صحیح معلوم ہوتی ہیں۔ علی بن المدینی کا قول منقول ہے کہ جب تک کسی باب کی تمام طرق کو جمع نہ کیا جائے اس کی خطا ظاہر نہیں ہوتی۔[29] اس مقارنت (muʿāraḍa) کے ذریعے وہ اس بات کا مشاہدہ کرتے تھے کہ ایک راوی دوسرے ثقات کی مخالفت کب کرتا ہے۔ ابن رجب نے شرح علل الترمذی میں تصریح کی ہے کہ ائمۂ متقدمین کسی ثقہ کی زیادت یا تفرد پر قرائن کی روشنی میں حکم لگاتے تھے اور اس کے لیے کوئی ایک مطرد کلی قاعدہ لازم نہیں کرتے تھے۔[30] ابن مہدی کا یہ قول بھی اسی ذوقی و تجرباتی پہلو کی نشان دہی کرتا ہے کہ حدیث کی پہچان ایک الہامی ملکہ ہے، جو طویل ممارست کے بعد حاصل ہوتا ہے۔[31]

نقدِ متن کا مسئلہ

یہ تاثر عام ہے کہ محدثین نے متن کے نقد کو نظر انداز کر کے سند پر اکتفا کیا۔ جوناتھن براؤن نے اپنے مقالے میں مدلل طور پر دکھایا ہے کہ متقدمین نے متن کا نقد کیا، مگر وہ علل کے احکام میں ایسا مدغم ہے کہ اسے ایک الگ فن کے طور پر ڈھونڈنا دشوار ہے۔[32] امام بخاری اور امام مسلم سمیت ائمہ کے ہاں شذوذ اور نکارت کے احکام عموماً متن کی مخالفتِ ثقات یا مخالفتِ قرآن وثابت سنت پر مبنی ہوتے ہیں۔ یوں متقدمین کے نزدیک سند اور متن دو الگ دائرے نہیں بلکہ ایک ہی نقدی عمل کے دو رخ تھے۔[33]

متاخرین کی تدوین اور تعریفات

منہج کی تدوین: رامہرمزی سے ابن حجر تک

چوتھی صدی ہجری سے علمِ حدیث کی تدوین کا عمل شروع ہوا جس میں رامہرمزی، حاکم نیشاپوری اور خطیب بغدادی کی تصانیف سنگِ میل ہیں،[3534] اور ساتویں صدی ہجری میں ابن الصلاح نے مقدمہ میں انہیں جامع صورت دی۔ ابن الصلاح کے مطابق صحیح حدیث وہ مسند حدیث ہے جس کی سند عادل ضابط راوی کی عادل ضابط راوی

---

[26] See Brown, Hadith, the chapters on the early critics and the evaluation of narrators.

[27] عبد الرحمن بن ابی حاتم رازی، تقدمۃ المعرفۃ لکتاب الجرح والتعدیل (حیدرآباد دکن: دائرۃ المعارف العثمانیۃ، 1952ء)، جرح وتعدیل کے مراتب کا باب۔

[28] See Dickinson, Development of Early Sunnite Ḥadīth Criticism, the chapters on the gradation of narrators.

[29] احمد بن علی خطیب بغدادی، الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع، تحقیق: محمود الطحان (ریاض: مکتبۃ المعارف، 1983ء)، علل وطرق کی مقارنت کا باب۔

[30] زین الدین ابن رجب حنبلی، شرح علل الترمذی، تحقیق: ہمام عبد الرحیم سعید (الزرقاء: مکتبۃ المنار، 1987ء)، مقدمہ اور علل کے مناہج کی بحث۔

[31] ابن رجب، شرح علل الترمذی۔

[32] Jonathan A. C. Brown, "How We Know Early Ḥadīth Critics Did Matn Criticism and Why It's So Hard to Find," Islamic Law and Society 15, no. 2 (2008), 143–84.

[33] See Jonathan A. C. Brown, The Canonization of al-Bukhārī and Muslim: The Formation and Function of the Sunnī Ḥadīth Canon (Leiden: Brill, 2007), the chapters on the critical methods behind the Ṣaḥīḥayn.

[34] ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری، معرفۃ علوم الحدیث، تحقیق: معظم حسین (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1977ء)، مقدمہ۔

[35] خطیب بغدادی، الکفایۃ، روایت کی شرائط کے ابواب۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

سے نقل کے ذریعے آخر تک متصل ہو اور وہ نہ شاذ ہو اور نہ معلل۔[36] اس تعریف کے ذریعے متقدمین کے قرائنی احکام کو پانچ شرائط، یعنی اتصال، عدالت، ضبط، عدمِ شذوذ اور عدمِ علت میں مجتمع کیا گیا۔ بعد ازاں ذہبی، عراقی اور ابن حجر نے اس تعریف کی شرح و تنقیح کی؛ ابن حجر نے نزہۃ النظر میں خبر کی تقسیم متواتر و آحاد، پھر صحیح، حسن اور ضعیف اور ان کے لذاتہ ولغیرہ کی اقسام کے ساتھ منضبط ترتیب دی۔[37][38] شاہ ولی اللہ دہلوی نے بھی حجۃ اللہ البالغۃ میں کتبِ حدیث کے طبقات کا بیان کر کے اسی تدوینی روایت کو برصغیر کے علمی مزاج میں ڈھالا۔[39]

فرقِ مناہج کا تقابلی جائزہ

دونوں گروہوں کے مناہج میں فرق کو چند بنیادی مسائل کے آئینے میں سمجھا جا سکتا ہے، جن کا خلاصہ جدول 1 میں پیش کیا گیا ہے۔

مسئلہ	متقدمین	متاخرین
بنیادی طریقِ کار	قرائن پر مبنی، ہر حدیث پر انفرادی حکم	تدوین شدہ تعریفات اور کلی قواعد
صحت کا معیار	مجموعی ثقاہت، متابعات اور سیاقِ روایت	پانچ شرائط: اتصال، عدالت، ضبط، عدمِ شذوذ و علت
زیادۃ الثقہ	قرائن کی روشنی میں قبول یا رد	بالعموم قبول بشرطِ عدمِ منافات
وصل و ارسال کا تعارض	حفظ، کثرت اور قرائن کی ترجیح	بعض اصولیین کے ہاں وصل کرنے والے ثقہ کو ترجیح
حدیثِ حسن	ترمذی کی مخصوص اصطلاح، محدود استعمال	مستقل درجہ: حسن لذاتہ ولغیرہ
بعد کے ادوار میں تصحیح	ائمۂ نقد کا دائرہ	ابن الصلاح: دشوار؛ نووی: اہلِ تمکن کے لیے ممکن
نقدِ متن	علل کے احکام میں مدغم	نسبتاً محدود اور الگ باب

جدول 1: متقدمین اور متاخرین کے مناہجِ نقد کا تقابلی جائزہ (مصنف کی اپنی تدوین)

اس جدول سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصل افتراق ان مسائل میں ہے جہاں متقدمین قرائن کی بنیاد پر کسی جزوی فیصلے پر پہنچتے تھے اور متاخرین کلی قاعدے کی طرف مائل ہوئے۔ مثلاً زیادۃ الثقہ کے بارے میں ابن رجب کی تصریح کے مطابق ائمۂ متقدمین اسے مطلقاً قبول نہیں کرتے تھے، جبکہ بعد میں بہت سے اصولیوں نے اسے مشروط طور پر

---

[36] ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمن ابن الصلاح، مقدمۃ ابن الصلاح (علوم الحدیث)، تحقیق: نور الدین عتر (دمشق: دار الفکر، 1986ء)، النوع الاول: معرفۃ الصحیح۔

[37] ابن حجر، نزہۃ النظر، خبر کی اقسام کا ابتدائی حصہ۔

[38] شمس الدین محمد بن احمد ذہبی، الموقظۃ فی علم مصطلح الحدیث، تحقیق: عبد الفتاح ابو غدہ (حلب: مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، 1405ھ)، صحیح و حسن کی تعریفات۔

[39] شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حجۃ اللہ البالغۃ، تحقیق: سید سابق (بیروت: دار الجیل، 2005ء)، جلد اول، طبقاتِ کتبِ حدیث کا مبحث۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

قابلِ قبول ٹھہرایا۔[40] اسی طرح معنعن روایات میں امام بخاری اور علی بن المدینی کی لقاء کی شرط اور امام مسلم کی معاصرت و امکانِ لقاء کی شرط کا فرق بھی اسی ضمن میں آتا ہے۔[41][42]

ترمذی کے ہاں حسن کی تعریف یہ ہے کہ اس کی سند میں کوئی راوی جھوٹ سے متہم نہ ہو، وہ شاذ نہ ہو اور اس کے طرق متعدد ہوں،[43] جبکہ متاخرین نے اس اصطلاح کی ایک وسیع تر اور مستقل تعریف قائم کی۔ یہ فرق اس بات کی مثال ہے کہ ایک ہی اصطلاح کا مفہوم دو ادوار میں مختلف ہو سکتا ہے، اور بعد کے محققین کے لیے متقدمین کی اصطلاحات کو بعد کے معیار پر پرکھنا خطرناک غلطی بن سکتا ہے۔

کیا سند متصل ہے اور راویوں کا سماع ثابت ہے؟	←	نہیں: انقطاع، ضعف کی بحث
کیا راوی عادل ہیں؟	←	نہیں: جرح، ضعیف یا متروک
کیا راوی ضابط ہیں اور ان کی متابعات موجود ہیں؟	←	نہیں: حسن یا ضعیف، قرائن کی مقارنت
کیا روایت ثقات کے مخالف (شذوذ) یا مخفی علت سے سالم ہے؟	←	ہاں: صحیح، اور نہیں: شاذ یا معلل

تصویر 1: حدیث کی تحقیق کے مراحل نقد کا منہجی خاکہ (مصنف کی اپنی تدوین)

تصحیح کے دروازے کا مسئلہ: ابن الصلاح، نووی اور ابن حجر

ابن الصلاح نے مقدمہ میں یہ رائے دی کہ اس زمانے میں محض سند کی بنیاد پر کسی حدیث کی صحت کا حکم لگانا دشوار ہے، اس لیے مشہور معتمد کتب پر اعتماد کیا جائے؛ امام نووی نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے اصح قول یہ قرار دیا کہ جس کی معرفت مضبوط اور تمکن حاصل ہو اس کے لیے تصحیح جائز ہے۔[44][45] ابن حجر نے النکت علی کتاب ابن الصلاح میں متقدمین کے ائمۂ علل کی مرتبت کو برقرار رکھنے پر زور دیا اور متاخرین کی تصحیحات کو انہی کے احکام کے ماتحت رکھا۔[46] یہ اختلاف دراصل دو معرفتی رویوں کا اظہار ہے: ایک احتیاط جو کتب کے ذخیرے کو قابلِ بھروسا بنیاد سمجھتی ہے اور دوسرا اجتہادی رویہ جو ہر دور میں علمی تحقیق کی گنجائش برقرار رکھتا ہے۔ اس اختلاف کی تاریخی اہمیت اس بات میں ہے کہ اسی نے بعد کے ادوار میں معاصر محدثین کے مابین تصحیح و تضعیف کے اختلافات کا نظری فریم ورک مہیا کیا۔

دور / سن	اہم پیش رفت
پہلی صدی ہجری	روایت میں احتیاط کا آغاز؛ فتنے کے بعد اسناد کا مطالبہ (ابن سیرین)

[40] ابن رجب، شرح علل الترمذی۔

[41] ملیباری، الموازنۃ، زیادۃ الثقہ اور تعارض وصل و ارسال کے ابواب۔

[42] مسلم، صحیح مسلم۔

[43] ابن الصلاح، مقدمہ۔

[44] محمد بن عیسیٰ ترمذی، سنن الترمذی، تحقیق: احمد محمد شاکر و غیرہ (قاہرہ: مصطفی البابی الحلبی، 1975ء)، العلل الصغیر، آخر الجامع۔

[45] ابن الصلاح، مقدمہ۔

[46] جلال الدین سیوطی، تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، تحقیق: نظر محمد الفاریابی (ریاض: مکتبۃ الکوثر، 1994ء)، الصحیح، تصحیح کے جواز کی بحث۔

[47] احمد بن علی ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، تحقیق: ربیع المدخلی (المدینۃ المنورۃ: عمادۃ البحث العلمی، 1984ء)، علل کی بحث۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

دور / سن	اہم پیش رفت
دوسری صدی ہجری (تا198ھ)	شعبہ، یحییٰ القطان اور ابن مہدی کے ہاں جرح وتعدیل کی بنیادیں
تیسری صدی ہجری (تا279ھ)	ابن المدینی، احمد، بخاری، مسلم، ابوزرعہ، ابوحاتم اور ترمذی؛ علل اور صحاح کی تدوین
چوتھی تا چھٹی صدی ہجری	رامہرمزی، حاکم اور خطیب کی تصانیف؛ علومِ حدیث کی نظری تدوین
ساتویں تا نویں صدی ہجری	ابن الصلاح (م643ھ)، نووی، ذہبی، عراقی اور ابن حجر (م852ھ) کے ہاں تعریفات اور تنقیح
معاصر دور	عتر، ملیباری اور مغربی محققین (براؤن، موتسکی، جوئنبول) کا تقابلی اور تنقیدی مطالعہ

جدول 3: نقدِ حدیث کے ارتقاء کا تاریخی تسلسل (مصنف کی اپنی تدوین)

منتخب مسائل کا تطبیقی مطالعہ

حدیثِ مرسل: قبول ورد کے تین موقف

مرسل وہ روایت ہے جسے تابعی صحابی کا واسطہ حذف کر کے براہِ راست نبی اکرم ﷺ سے نقل کرے۔ اس کی حجیت کا مسئلہ نقدِ حدیث میں معرفتی فرق کی نہایت واضح مثال ہے، کیونکہ اس میں محذوف راوی کے مجہول ہونے کا اندیشہ اور تابعی کی ثقاہت کے باعث اعتماد کا امکان، دونوں موجود ہیں۔ جمہور محدثین مرسل کو اس لیے ضعیف قرار دیتے ہیں کہ ساقط راوی کا حال معلوم نہیں،[48] جبکہ احناف اور مالکیہ کے ہاں ثقہ تابعی کا ارسال مقبول ہے؛ امام شافعی نے الرسالہ میں ایک درمیانی راہ اختیار کی کہ کبار تابعین کا مرسل، خصوصاً سعید بن المسیب کا، اس وقت قبول ہو گا جب اسے کسی دوسری سند یا قرینے سے تقویت ملے۔[49]

موقف	قائلین	بنیادی دلیل یا شرط
مطلقاً قبول	احناف اور مالکیہ	ثقہ تابعی جھوٹ منسوب نہیں کرتا
مشروط قبول	امام شافعی	کبار تابعین کا مرسل اور کسی عاضد کی موجودگی
مردود (ضعیف)	جمہور محدثین	ساقط راوی کا حال مجہول رہتا ہے

جدول 4: حدیثِ مرسل کے بارے میں مواقف (مصنف کی اپنی تدوین)

اس مثال سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اختلافِ مناہج محض اصطلاحی نہیں بلکہ اس سوال پر قائم ہے کہ جس خبر کا ایک حلقہ مفقود ہو، اس کی اعتباریت کا بوجھ کس پر ہے؟ فقہاء نے راوی کی ثقاہت کی بنا پر اعتماد کیا، جبکہ محدثین نے اتصالِ سند کے اصول کو مقدم رکھا۔ دونوں رویے اپنی اپنی معرفتی منطق رکھتے ہیں، اور یہی وہ بنیاد ہے جس پر فقہی اور حدیثی مناہج کا تعامل سمجھا جاتا ہے۔

[48] ابن الصلاح، مقدمہ، النوع الثالث: المرسل۔

[49] شافعی، الرسالۃ، مراسیل کا باب۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

تدلیس: متقدمین کی شدت اور متاخرین کی درجہ بندی

تدلیس سے مراد راوی کا اپنے شیخ کا نام یا وہ واسطہ چھپانا ہے جس سے اس نے حقیقت میں سنا ہو، اور بظاہر یہ تاثر دینا کہ اس نے براہِ راست سنا ہے۔ متقدمین میں شعبہ نے تدلیس کی شدید مذمت کی اور اسے جھوٹ کا بھائی قرار دیا۔[50] متاخرین، خصوصاً ابن حجر نے طبقات المدلسین میں مدلسین کو پانچ مراتب میں تقسیم کیا اور ہر مرتبے کے لیے عنعنہ کے قبول کا الگ ضابطہ بیان کیا،[51] جس کا فائدہ یہ ہوا کہ ایک ہی لفظِ عن کے بارے میں فیصلہ راوی کے طبقے کے مطابق کیا جا سکتا ہے۔ تاہم اس تنظیم کا نقصان یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قرائن کی جگہ مرتبہ کا مکینیکی اطلاق ہونے لگے، جس کی طرف ملیباری نے توجہ دلائی ہے۔[52]

ضعیف حدیث اور فضائلِ اعمال

متاخرین کی ایک نمایاں اصولی پیش رفت یہ ہے کہ انہوں نے ضعیف حدیث کے استعمال کے ضوابط وضع کیے۔ ابن حجر سے منقول ہے کہ فضائلِ اعمال میں ضعیف پر عمل کے لیے تین شرائط ہیں: ضعف شدید نہ ہو، وہ کسی معلوم عمومی اصل کے تحت آتی ہو، اور عمل کرتے وقت اس کے ثبوت کا اعتقاد نہ رکھا جائے۔[53] اس اصول کی معرفتی حیثیت یہ ہے کہ یہ یقین اور ظن کے مابین تیسرے درجے، یعنی احتیاطاً عمل، کو تسلیم کرتا ہے، اور یوں نقد کے نتائج کو عملی دینی زندگی کے ساتھ مربوط رکھتا ہے۔

مغربی نقد اور معاصر مسلم اسکالرشپ

مغربی استشراق میں گولڈزیہر نے احادیث کو بڑی حد تک بعد کے سیاسی و فقہی ارتقاء کا نتیجہ قرار دیا اور شاخت نے یہ فرض کیا کہ اسناد پیچھے کی جانب بڑھتی چلی گئیں۔[54][55] جوئنبول نے "کامن لنک" (common link) کا تصور استعمال کر کے اسناد کے جال میں ایک مرکزی راوی کی نشان دہی کی جس سے روایات کی تاریخی تاریخ کا تعین کیا جا سکتا ہے۔[56] دلچسپ بات یہ ہے کہ محدثین کے ہاں مدارِ حدیث کا تصور، یعنی وہ راوی جس پر مختلف طرق کا مدار ہو، اس سے ایک واضح مشابہت رکھتا ہے، گو دونوں کے استنتاجات مختلف ہیں۔ موتسکی نے اسناد و متن کے مشترکہ تجزیے کے ذریعے متعدد روایات کی ابتدائی تاریخ کو قابلِ اعتماد ثابت کیا،[57] اور وائل حلاق نے صحتِ حدیث کے سوال ہی کو ایک غلط طور پر قائم کردہ مسئلہ (pseudo-problem) قرار دیا کیونکہ اس میں مسلم اور مغربی نقاد کے معیارات باہم متقابل ہیں۔[58] اسکاٹ لوکس کے مطابق اوائل کے ناقدین نے محض جانچ کی بجائے سنی اسلام کی تشکیل میں تعمیری کردار بھی ادا کیا۔[59]

---

[50] خطیب بغدادی، الکفایۃ، تدلیس کی مذمت کا باب۔

[51] احمد بن علی ابن حجر عسقلانی، طبقات المدلسین (تعریف اہل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس)، تحقیق: عاصم القریوتی (عمان: مکتبۃ المنار، 1983ء)، مقدمہ۔

[52] ملیباری، الموازنۃ۔

[53] سیوطی، تدریب الراوی، الضعیف: العمل بالضعیف في الفضائل۔

[54] Goldziher, Muslim Studies.

[55] Schacht, Origins of Muhammadan Jurisprudence.

[56] See G. H. A. Juynboll, Muslim Tradition: Studies in Chronology, Provenance and Authorship of Early Ḥadīth (Cambridge: Cambridge University Press, 1983), the chapters on the common link and the dating of traditions.

[57] Motzki, "Dating Muslim Traditions".

[58] Wael B. Hallaq, "The Authenticity of Prophetic Ḥadīth: A Pseudo-Problem," Studia Islamica 89 (1999), 75–90.

[59] See Scott C. Lucas, Constructive Critics, Ḥadīth Literature, and the Articulation of Sunnī Islam (Leiden: Brill, 2004), the chapters on Ibn Maʿīn, Ibn Ḥanbal and Ibn al-Madīnī.

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

معاصر مسلم اسکالرشپ میں یہ بحث دو جہتوں میں آگے بڑھی۔ ایک طرف نور الدین عتر اور ظفر احمد عثمانی کی تصانیف نے متاخرین کے قواعد کی تنقیح و تعلیم کی روایت جاری رکھی،[60][61] اور دوسری جانب حمزہ ملیباری نے متقدمین کے قرائنی نقد کی طرف رجوع کا مطالبہ کیا۔ یوسف قرضاوی نے فقہ الحدیث کے لحاظ سے متن کی تفہیم میں قرآن، دیگر احادیث اور عقل کی رہنمائی پر زور دیا،[62] اور مودودی نے سنت کی آئینی حیثیت کی تاکید کر کے حدیث کے مجموعی ذخیرے کو شرعی ماخذ کے طور پر متعین کیا۔[63] ان تمام کوششوں میں ایک مشترکہ نکتہ یہ ہے کہ نقدِ حدیث ایک زندہ علمی عمل ہے جس میں قدیم قواعد کی پاسداری کے ساتھ سیاق اور قرائن کی حساسیت لازم ہے۔

تنقیدی تجزیہ: قرائنی نقد بمقابلہ قاعدہ پسندی

اس مقام پر ایک اہم اعتراض یہ ہے کہ اگر متقدمین کا منہج قرائن اور ذوقِ ممارست پر مبنی تھا تو اس کی معرفتی معروضیت کیا ہے؟ کیا یہ منہج ذاتی تاثر کے قریب نہیں جا پڑتا؟ اس کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ متقدمین کے احکام بھی آزادانہ تاثر پر نہیں بلکہ طرق کی مقارنت، راوی کے اساتذہ و تلامذہ کے علم اور بیسیوں ہم عصر ناقدین کے اتفاق و اختلاف پر مبنی تھے، اور اسی اشتراکی تحقیق سے ان کے احکام کو اجتماعی اعتباریت ملی۔[64][65] اس کے برعکس قاعدہ پسندی کا اعتراض یہ ہو سکتا ہے کہ تعریفات کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ایک حدیث کو محض شرائط کی ظاہری جانچ سے صحیح کہہ دیا جائے جبکہ اس میں مخفی علت موجود ہو۔ ابن الصلاح کی تعریف میں عدمِ علت کی شرط اسی اعتراض کا ازالہ ہے، تاہم علت کی تشخیص چونکہ بذاتِ خود قرینے اور مہارت کا کام ہے، اس لیے متاخرین کا نظام بھی بالآخر متقدمین کے طریقِ کار پر انحصار کرتا ہے۔[66]

اس تجزیے سے ایک متوازن نتیجہ برآمد ہوتا ہے: قاعدہ پسندی تعلیم، ضبطِ اصطلاحات اور شفافیت کے لیے ناگزیر ہے، جبکہ قرائنی نقد نزاکتوں کی شناخت اور استثنائی صورتوں کے لیے لازم۔ ان دونوں میں سے کسی ایک کو دوسرے کے متبادل کے طور پر پیش کرنا علمی اعتبار سے ناقص ہے، اور یہی وہ نکتہ ہے جس پر عتر اور ملیباری جیسے معاصر محققین کے مواقف بالآخر قریب آ جاتے ہیں۔[67]

نتائجِ تحقیق

تحقیق سے حسبِ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں۔ اول، نقدِ حدیث کی بنیاد قرآنِ کریم کے تثبت اور عدالت کے اصولوں، نبوی تنبیہات اور اسناد کی تاریخی ضرورت پر استوار ہے اور اس کی معرفتی غرض ظنِ راجح تک پہنچنا ہے۔ دوم، متقدمین کا منہج قرائن، متابعات اور علل پر مبنی انفرادی حکم کا تھا، جبکہ متاخرین نے اسے تعریفات اور قواعد میں منضبط کیا۔ سوم، یہ فرق جوہری نہیں بلکہ طریقِ کار کا ہے، کیونکہ متاخرین نے بالعموم متقدمین کی تصریحات کو بنیاد بنایا، تاہم زیادۃ الثقہ اور وصل وارسال جیسے مسائل میں دونوں کے نتائج بعض اوقات مختلف رہے۔ چہارم، مغربی نقد کے بعض مفروضے، جیسے سند کی بعد کی اختراع، موتسکی اور دیگر محققین کے تجزیوں سے کمزور پڑے ہیں، جبکہ اسناد و متن کا مشترکہ تجزیہ دونوں روایتوں کے مابین ایک مفید مشترک میدان فراہم کرتا ہے۔

خلاصہ بحث

زیرِ نظر مقالے میں نقدِ حدیث کی معرفتی بنیادوں اور متقدمین و متاخرین کے مناہج کا تقابلی مطالعہ پیش کیا گیا۔ ثابت ہوا کہ دونوں گروہوں کا مقصد ایک ہی ہے، یعنی نبوی روایت کی صحت کو ظنِ راجح کے درجے تک ثابت کرنا، مگر ان کے طریقِ کار میں قرائن پسندی اور قاعدہ پسندی کا فرق ہے۔ آج کے محقق کے لیے ضروری ہے کہ وہ

---

[60] نور الدین عتر، منہج النقد فی علوم الحدیث (دمشق: دار الفکر، 1981ء)، متقدمین و متاخرین کے مناہج کے ابواب۔

[61] ظفر احمد عثمانی تھانوی، قواعد فی علوم الحدیث، تحقیق: عبد الفتاح ابو غدہ (بیروت: مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، 1972ء)، قواعد کا مقدمہ۔

[62] یوسف القرضاوی، کیف نتعامل مع السنۃ النبویۃ (ہرنڈن: المعہد العالمی للفکر الاسلامی، 1990ء)، متن کی تفہیم کے ضوابط۔

[63] سید ابو الاعلیٰ مودودی، سنت کی آئینی حیثیت (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، س ن)، ابتدائی ابواب۔

[64] ابن رجب، شرح علل الترمذی۔

[65] See Lucas, Constructive Critics, the chapters on the shared judgements of the early critics.

[66] ابن الصلاح، مقدمہ۔

[67] عتر، منہج النقد۔

متقدمین کی قرائنی حساسیت اور متاخرین کی تعریفاتی وضاحت کو باہم مربوط رکھے، تاکہ فن نہ تو جامد فارمولوں میں مقید ہو اور نہ ذاتی ذوق کی نذر ہو۔ مستقبل کی تحقیق میں علل کی کتب کے تجزیاتی مطالعے اور جدید ڈیجیٹل ڈیٹا بیس کے ذریعے اسناد کی نقشہ سازی کو اس نظری ڈھانچے سے جوڑنا مفید ہو گا۔

کتابیات(Bibliography)

القرآن الکریم۔

ابن ابی حاتم رازی، عبد الرحمن۔ تقدمۃ المعرفۃ لکتاب الجرح والتعدیل۔ حیدرآباد دکن: دائرۃ المعارف العثمانیۃ، 1952ء۔

ابن الصلاح، عثمان بن عبد الرحمن۔ مقدمۃ ابن الصلاح (علوم الحدیث)۔ تحقیق: نور الدین عتر۔ دمشق: دار الفکر، 1986ء۔

ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی۔ نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر۔ تحقیق: عبد اللہ الرحیلی۔ ریاض: مطبعۃ سفیر، 2001ء۔

ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی۔ النکت علی کتاب ابن الصلاح۔ تحقیق: ربیع المدخلی۔ المدینۃ المنورۃ: عمادۃ البحث العلمی، 1984ء۔

ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی۔ طبقات المدلسین۔ تحقیق: عاصم القریوتی۔ عمان: مکتبۃ المنار، 1983ء۔

ابن حزم، علی بن احمد۔ الاحکام فی اصول الاحکام۔ تحقیق: احمد محمد شاکر۔ بیروت: دار الآفاق الجدیدۃ، 1983ء۔

ابن رجب حنبلی، زین الدین۔ شرح علل الترمذی۔ تحقیق: ہمام عبد الرحیم سعید۔ الزرقاء: مکتبۃ المنار، 1987ء۔

ابن کثیر، اسماعیل بن عمر۔ تفسیر القرآن العظیم۔ تحقیق: سامی بن محمد سلامہ۔ ریاض: دار طیبۃ، 1999ء۔

ابو داؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی۔ سنن ابی داؤد۔ تحقیق: محمد محیی الدین عبد الحمید۔ بیروت: المکتبۃ العصریۃ، س ن۔

بخاری، محمد بن اسماعیل۔ صحیح البخاری۔ تحقیق: محمد زہیر بن ناصر الناصر۔ بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ۔

ترمذی، محمد بن عیسیٰ۔ سنن الترمذی۔ تحقیق: احمد محمد شاکر وغیرہ۔ قاہرہ: مصطفی البابی الحلبی، 1975ء۔

حاکم نیشاپوری، ابو عبد اللہ۔ معرفۃ علوم الحدیث۔ تحقیق: معظم حسین۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1977ء۔

خطیب بغدادی، احمد بن علی۔ الکفایۃ فی علم الروایۃ۔ المدینۃ المنورۃ: المکتبۃ العلمیۃ، س ن۔

خطیب بغدادی، احمد بن علی۔ الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع۔ تحقیق: محمود الطحان۔ ریاض: مکتبۃ المعارف، 1983ء۔

ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد۔ الموقظۃ فی علم مصطلح الحدیث۔ تحقیق: عبد الفتاح ابو غدہ۔ حلب: مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، 1405ھ۔

سیوطی، جلال الدین۔ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی۔ تحقیق: نظر محمد الفاریابی۔ ریاض: مکتبۃ الکوثر، 1994ء۔

شافعی، محمد بن ادریس۔ الرسالۃ۔ تحقیق: احمد محمد شاکر۔ قاہرہ: مصطفی البابی الحلبی، 1940ء۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ حجۃ اللہ البالغۃ۔ تحقیق: سید سابق۔ بیروت: دار الجیل، 2005ء۔

طبری، ابو جعفر محمد بن جریر۔ جامع البیان عن تاویل آی القرآن۔ تحقیق: عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی۔ قاہرہ: دار ہجر، 2001ء۔

عتر، نور الدین۔ منہج النقد فی علوم الحدیث۔ دمشق: دار الفکر، 1981ء۔

عثمانی، ظفر احمد۔ قواعد فی علوم الحدیث۔ تحقیق: عبد الفتاح ابو غدہ۔ بیروت: مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، 1972ء۔

غزالی، ابو حامد محمد بن محمد۔ المستصفی من علم الاصول۔ تحقیق: محمد عبد السلام عبد الشافی۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1993ء۔

القرضاوی، یوسف۔ کیف نتعامل مع السنۃ النبویۃ۔ ہرنڈن: المعہد العالمی للفکر الاسلامی، 1990ء۔

قرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد۔ الجامع لاحکام القرآن۔ تحقیق: احمد البردونی وابراہیم اطفیش۔ قاہرہ: دار الکتب المصریۃ، 1964ء۔

مسلم بن حجاج نیشاپوری۔ صحیح مسلم۔ تحقیق: محمد فواد عبد الباقی۔ بیروت: دار احیاء التراث العربی، س ن۔

ملیباری، حمزہ عبد اللہ۔ الموازنۃ بین المتقدمین والمتاخرین فی تصحیح الاحادیث وتعلیلہا۔ بیروت: دار ابن حزم، 2001ء۔

مودودی، سید ابو الاعلیٰ۔ سنت کی آئینی حیثیت۔ لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، س ن۔

(English Sources)

Azami, Muhammad Mustafa. Studies in Hadith Methodology and Literature. Indianapolis: American Trust Publications, 1977.
Brown, Jonathan A. C. Hadith: Muhammad's Legacy in the Medieval and Modern World. Oxford: Oneworld, 2009.
Brown, Jonathan A. C. "How We Know Early Ḥadīth Critics Did Matn Criticism and Why It's So Hard to Find." Islamic Law and Society 15, no. 2 (2008): 143–84.
Brown, Jonathan A. C. The Canonization of al-Bukhārī and Muslim: The Formation and Function of the Sunnī Ḥadīth Canon. Leiden: Brill, 2007.
Dickinson, Eerik. The Development of Early Sunnite Hadīth Criticism: The Taqdima of Ibn Abī Ḥātim al-Rāzī (240/854–327/938). Leiden: Brill, 2001.
Goldziher, Ignaz. Muslim Studies. Edited by S. M. Stern. Translated by C. R. Barber and S. M. Stern. 2 vols. London: George Allen & Unwin, 1967–71.
Hallaq, Wael B. A History of Islamic Legal Theories: An Introduction to Sunnī Uṣūl al-Fiqh. Cambridge: Cambridge University Press, 1997.
Hallaq, Wael B. "The Authenticity of Prophetic Ḥadīth: A Pseudo-Problem." Studia Islamica 89 (1999): 75–90.
Juynboll, G. H. A. Muslim Tradition: Studies in Chronology, Provenance and Authorship of Early Ḥadīth. Cambridge: Cambridge University Press, 1983.
Lucas, Scott C. Constructive Critics, Ḥadīth Literature, and the Articulation of Sunnī Islam. Leiden: Brill, 2004.
Motzki, Harald. "Dating Muslim Traditions: A Survey." Arabica 52, no. 2 (2005): 204–53.
Schacht, Joseph. The Origins of Muhammadan Jurisprudence. Oxford: Clarendon Press, 1950.
Zysow, Aron. The Economy of Certainty: An Introduction to the Typology of Islamic Legal Theory. Atlanta: Lockwood Press, 2013.